"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ

تحریک جدید

ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شہادت 1356 ہش — اپریل 1977ء

4

1977

— المدیر —

اورالدین منیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ماہنامہ تحریکِ جدید ربوہ

شہادت ۱۳۵۶ھ ش

(اپریل ۱۹۷۷ء)

مدیر اعلیٰ :-

نور الدین منیر ایم۔اے

ادارۂ تحریر :-

بشارت احمد بشیر ایم۔اے

محمد شفیق قیصر شاہد

بدل اشتراک :-

پاکستان :- پانچ روپے

فی پرچہ :- پچاس پیسے

ترتیب

- صدیِ اسرائیل اور پاکستانی احمدی ۲
- سیمینار برِّ اعظم یورپ ۹
- ایک دیرینہ واقفِ زندگی (نائب وکیل التبشیر) عبدالقادر ضیغم مرحوم کی یاد میں۔ (نظم) ۱۶
- جامعہ احمدیہ تقریری مقابلے اور تقسیم انعامات۔ ۱۷
- کاروانِ اسلام ۲۱
- مکرم مولانا عبدالقادر صاحب ضیغم فاضل کی وفات پر تحریکِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ کی قراردادِ تعزیت۔ ۲۳

پبلشر :- عبداللطیف خان

پرنٹر :- سید عبدالحی

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ تحریکِ جدید

دفاتر تحریکِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

تاریخ اشاعت :- ہر ماہ کی دس تاریخ

فون نمبر :- ۶۷۸

رجسٹرڈ نمبر ایل :- ۷۶۷۶

کتابت :- حمید الدین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۳ | ماہنامہ تحریکِ جدید ربوہ | شمارہ ۴

شہادت ۱۳۵۶ھش

(اپریل ۱۹۷۷ء)

صدرِ اسرائیل اور پاکستانی احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(نورالدین منیر)

ہفت روزہ "اسلامی جمہوریہ" لاہور نے اپنے شمارہ ۲/۸ جنوری ۱۹۷۷ء میں ایک خصوصی رپورٹ سعود ساحر کے نام سے شائع کی ہے۔ اس رپورٹ میں ایک تصویر کی نقل بھی شائع کی گئی ہے جو "نیشنل نیوز" کے عنوان کے تحت اسرائیل کے ایک ہفت روزہ "دی یوروشلم پوسٹ ویکلی" کے ۱۹ اکتوبر ۷۶ء کے شمارہ میں شائع دکھائی گئی ہے۔

اِس تصویر کو شائع کر کے سعود ساحر نے خوب بغلیں بجائی ہیں اور ڈھنڈورہ پیٹ پیٹ کر اپنی "خصوصی رپورٹ" میں شور مچایا ہے کہ

"۔۔۔ یہ ہے ثبوت اس امر کا کہ (نعوذ باللہ) پاکستانی احمدی اسرائیل کے ساتھ سازش میں مصروف ہیں"

رپورٹ میں اس ثبوت کی تفصیل یہ بیان کی گئی ہے کہ تصویر میں دو پاکستانی احمدی، اسرائیلی صدر کے ساتھ کھڑے ہیں اور دونوں مع اسرائیلی صدر مسکرا رہے ہیں اور مسکراہٹ بھی "تازہ اور جاندار" ہے۔ ان کے پاکستانی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ

ایک صاحب نے قراقلی ٹوپی پہنی ہوئی ہے اور دوسرے نے پگڑی باندھ رکھی ہے۔ گویا

تصویر میں مسکرانا سازش میں
شریک ہونے کا مترادف اور قراقلی
ٹوپی پہننا اور پگڑی باندھنا پاکستانی
ہونے کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب حاضر ہے

اس عقل و دانش پہ کوئی اِنَّا لِلّٰہِ نہ پڑھے تو اور کیا کرے "تصویر شائع کر کے" اسلامی جمہوریہ" نے یہ سمجھا ہے کہ گویا یہ ایک ایسا ایٹم بم ہے جس کے آگے کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔ چنانچہ دنادن ایک ہی سانس میں کئی ایک سوال بھی داغ دیئے ہیں اور اہلِ ربوہ کو چیلنج دیا ہے کہ اُن کا جواب دیں۔ گویا سوال نہیں بلکہ یہ پہاڑ ہیں جو ہٹائے نہیں جا سکتے۔ لیکن ساحر صاحب! آپ کے جھوٹ اور فریب کے جال کا تانا بانا منٹوں میں بکھر جاتا ہے۔ لیجئے جواب حاضر ہیں۔

سوال :۔ "یہ تصویر کیسے بنی ؟"

جواب :۔ "تصویر کے نیچے طبع شدہ نوٹ آپ پڑھ لیتے تو جواب آپ کو مل جاتا۔ شاید پھر اس تصویر کو آپ معمّہ کی حیثیت میں پیش نہ کرتے اب بھی پڑھ لیں۔ اس نوٹ میں صاف لکھا ہے کہ یہ تصویر ایک اسرائیلی تہوار کے موقع کی ہے جو ایک ہفتہ تک منایا جاتا ہے جبکہ دوران ہزاروں اسرائیلی اور مسلمان باشندے صدرِ اسرائیل سے ملتے ہیں۔ نوٹ میں یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ تصویر میں احمدی مسلمان فرقے کے بھی دو نمائندے ہیں۔ انکے علاوہ اور عرب مسلمان بھی کھڑے ہیں۔ نیز صدرِ اسرائیل کے اقلیتوں کے مشیر کمال منصور صاحب بھی اسرائیلی صدر کے بالکل ساتھ کھڑے ہیں — یہ تو ہے جواب آپ کے اس سوال کا کہ تصویر کیسے بنی ؟ جو فٹ نوٹ کی طبع شدہ عبارت میں موجود ہے — رہا آپ کا یہ اعتراض کہ احمدی مسلمان اس تصویر میں کیوں کھڑے ہیں اور وہ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ احمدی مسلمان بھی دیگر سُنّی اور شیعہ عرب مسلمانوں کی طرح (جن کی تعداد دو لاکھ کے لگ بھگ ہے) اسرائیل کے باشندے ہیں اور عرب مسلمانوں کے خاندانوں ہی سے آئے ہیں۔ اور تہواروں کے موقع پر اپنے باقی عرب مسلمان بھائیوں کی طرح اُن کے نمائندے بھی صدر کی ملاقات کے لئے مدعو کئے جاتے ہیں اور جیسے باقی عرب مسلمان ایسی دعوتوں کو قبول کر لیتے ہیں ویسے ہی احمدی مسلمان بھی کرتے ہیں — رہ گئی مسکراہٹ تو جیسے باقی عرب مسلمان مدعوئین تصویر میں کھڑے مسکرا رہے ہیں احمدی مسلمان بھی مسکرا رہے ہیں — بلکہ کمال منصور صاحب (جو اسرائیلی کابینہ میں صدرِ اسرائیل کے اقلیتوں

کے مشیر ہیں) اور دو لاکھ مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہیں وہ تو اتنے زور سے مسکرا رہے ہیں کہ اُن کا سارا مُنہ کھُلا ہوُا ہے ۔ اگر آپ کو دو احمدی مسلمانوں کی مسکراہٹ پر اعتراض ہے جو پاکستانی شہری نہیں تو پھر یہی اعتراض اُن دیگر فرقوں کے دو لاکھ مسلمانوں پر بھی عائد ہو گا جن کے نمائندوں کی مسکراہٹ نسبتاً زیادہ "تازہ" اور زیادہ "جاندار" ہے۔ اطمینانِ قلب کے لئے بیشک ایک بار پھر تصویر کو غور سے دیکھ لیجئے کہ کس کی مسکراہٹ زیادہ "تازہ" اور زیادہ "جاندار" ہے ۔ سعود ساحر صاحب! تصویر میں مسکراہٹ سازش کا ثبوت نہیں ہوُا کرتی یہ محض آپ کی بیمار ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ آپ کو اس مسکراہٹ میں سازش نظر آئی ورنہ یہ سب دُنیا میں دستور ہے کہ تہواروں کے موقعوں پر اس قسم کی ملاقاتیں ہوتی ہیں اور انہیں باہمی رواداری کا ایک سمبل (SYMBOL) سمجھا جاتا ہے۔"

سوال :۔ "یہ تصویر کیوں چھپی ؟"

جواب :۔ "اِس سوال کا اصل جواب تو اسرائیلی جریدہ ہی دے سکتا ہے جس نے یہ تصویر شائع کی۔ لیکن تھوڑی سی عقل رکھنے والا ایک صحافی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ تصویر کی اشاعت کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ گویا اسرائیلی حکومت کے ماتحت عرب مسلمان امن کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہر حکومت اور اُس کے زیرِ اثر ادارے اسی قسم کا پراپیگنڈا کیا ہی کرتے ہیں۔ اگر آپ کا مفروضہ صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اُس کے معنے پھر یہ ہوں گے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو لاکھ کے دو لاکھ عرب مسلمان ہی اسرائیلی صدر کے ساتھ سازش میں شریک ہیں۔

کیونکہ ان کے نمائندے اور احمدی مسلمانوں کے نمائندے دونوں ہی تصویر میں مسکرا رہے ہیں جن میں اوّل الذکر نمائندہ کی مسکراہٹ زیادہ جاندار ہے۔ ساحر صاحب! آپ نے کیا طفلانہ مُوشگافی کی ہے۔ کیا سازشیں کرنے والے تصویریں کھنچوا کر اعلان کیا کرتے ہیں کہ دیکھو ہم سازش کر رہے ہیں ؟

سوال :۔ "(تصویر میں) یہ قادیانی رہنما کون ہیں؟ ان کے نام کیا ہیں۔ ان کی قومیت کیا ہے ؟"

جواب :۔ "تصویر کے نیچے جو نوٹ طبع شدہ ہے اس میں صاف لکھا ہوُا موجود ہے کہ یہ دونوں احمدی اسرائیل کے باشندے ہیں۔ آپ کی مزید تشفّی کے لئے یہ بھی بتائے دیتے ہیں کہ جن صاحب نے قراقلی ٹوپی پہن رکھی ہے اُن کا نام "موسیٰ اسد عودہ" ہے اور وہ عرب

احمدی مسلمان ہیں۔ دوسرے جنہوں نے پگڑی باندھ رکھی ہے اُن کا نام جلال الدین قمر ہے وہ برطانوی باشندے ہیں اور ہندوستان میں پیدا ہوئے تھے۔ اُن کی قومیت بھی پاکستانی نہیں ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال :۔ "کیا ان کا تعلق پاکستان سے ہے؟"

جواب :۔ "نہیں ــــ اُن کا کوئی تعلق پاکستان سے نہیں ہے بلکہ اسرائیل میں جتنے بھی احمدی مسلمان ہیں اُن میں سے کسی (ایک) کا بھی تعلق پاکستانی قومیت سے نہیں ہے۔ اس امر کے متعلق تو وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی بھی (حکومتی سطح پر تحقیقات کے بعد) اپنے نشریہ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۷۶ء میں جواب دے چکے ہیں لیکن آپ اُسے تسلیم نہیں کرنا چاہتے ــــ کیوں؟ ــــ اِس لئے تاکہ۔

آپ اپنے گھناؤنے روابط کی
پردہ پوشی کے لئے احمدیوں کے
خلاف جھوٹی خبریں پھیلاتے رہیں۔

آپ نے ان دونوں احمدی مسلمانوں کو پاکستانی ثابت کرنے کے لئے یہی ثبوت پیش کیا ہے کہ ان میں سے ایک کے سر پر قراقلی ٹوپی ہے اور دوسرا پگڑی باندھے ہوئے ہے ــــ ساحر صاحب! یہ بڑا بودا ثبوت دیا آپ نے۔ اب تو ہزاروں افریقن۔ امریکن اور یوروپین باشندے بھی قراقلی ٹوپیاں پہنتے اور پگڑی باندھتے ہیں صحیح علم نہ ہو تو اعتراض گھڑنے سے پیشتر ان باتوں کے جاننے والوں سے رجوع کر لیا کرتے ہیں۔ سمجھے!

سوال :۔ "اے اہلِ ربوہ! تم اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلق سے انکار کیسے کر سکتے ہو؟"

جواب :۔ "سبحان اللہ۔ کیا مضحکہ خیز منطق ہے۔ جناب ایسے! کہ تصویر جو ثبوت کے طور پر پیش کی گئی ہے اس میں کوئی پاکستانی نہیں ہے بلکہ اسرائیلی یا برطانوی باشندے ہیں۔ شیعہ اور سُنّی مسلمان بھی اور احمدی مسلمان بھی اور دو لاکھ عرب مسلمانوں کا نمائندہ اور اسرائیلی صدر کا (اقلیتوں کا مشیر) کمال تھوڑ بھی عجیب بات ہے نہ تصویر میں اہلِ ربوہ کا کوئی فرد ہے نہ کوئی پاکستانی احمدی۔ پھر بھی سعود ساحر کو تصویر میں اہلِ ربوہ ہی نظر آتے ہیں۔ یہ صرف اُن کی نظر کا قصور ہے ورنہ اہلِ ربوہ کا اسرائیل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

حقیقتِ حال

بے شک جماعتِ احمدیہ کا تبلیغی مشن اسرائیل میں قائم ہے مگر یہ مشن بھی ۱۹۲۸ء میں فلسطین میں قائم ہوا تھا نہ کہ اسرائیل میں۔ ہم وہاں اسرائیل کے صدر اور باقی اسرائیلیوں کو بھی اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینا ممنوع نہیں ہے۔ خود حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی طرف بُلایا اور قرآن مجید میں بار بار انہیں اسلام کی دعوت دی

گئی ہے۔ ہم بھی یہی کرتے ہیں۔ اسرائیل سے ہمارا تعلق
اصل اسی قدر ہے اور
اگر کمیونسٹ روس میں بھی مبلّغ بھجوانے
کی روک نہ ہو تو ہم وہاں بھی اسلام
کی دعوت دیں گے۔

ہمارا کام تبلیغِ اسلام ہے اور ہمارا یہ تعلق
ساری دُنیا سے ہے۔ ہم ہر جگہ یہی کام کرتے ہیں اور
کریں گے اور ہر طبقہ کو یہ پیغام پہنچائیں گے "لکلّ
وجھۃ ھو موّلیھا" کے مطابق ہمارا تو تبلیغِ اسلام
ہی کام ہے۔ جس طرح
آپ کا کام ہمیشہ جھوٹ اور افترا
سے فتنہ انگیزی کرنا ہے سو آپ کا
یہ کام آپ کو مبارک ہو۔
ورنہ اگر جھوٹ اور افترا نہیں کر رہے تو
ذرا بتلائیے تو کہ یہ کونسی دیانت ہے کہ ایک تصویر
کسی اسرائیلی اخبار میں چھپتی ہے جس کے فٹ نوٹ میں
یہ وضاحت موجود ہے کہ یہ تصویر اسرائیلیوں کی عید
کے تہوار کے موقع پر لی گئی ہے اور اس میں اقلیتوں
کے یعنی دو لاکھ عرب مسلمانوں کے نمائندہ کمال منصور
(مع دیگر عرب مسلمان) اور احمدی مسلمان فرقہ کے بھی
دو نمائندے کھڑے ہیں، اور آپ اُس سے یہ نتیجہ نکالتے
ہیں کہ
تصویر میں اسرائیلی پریذیڈنٹ کے
ساتھ صرف احمدی مسلمان کھڑے ہیں
اور چونکہ وہ مسکرا رہے ہیں اِس لئے
وہ پریذیڈنٹ اسرائیل سے سازش
کر رہے ہیں۔

اس پر دوسرا ستم یہ افترا ہے کہ — یہ
احمدی مسلمان پاکستانی ہیں۔ صرف اِس لئے کہ ان میں سے
ایک نے قراقلی ٹوپی پہنی ہوئی ہے اور دوسرے نے
پگڑی باندھ رکھی ہے۔ اتہام تراشی کے جوش میں
آپ تصویر کے فٹ نوٹ پر نظر دوڑانا بھی گوارا نہیں
کرتے اور اپنے تخیّل اور خواہشات کے پیشِ نظر
یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھ لو احمدی رہنما
صدرِ اسرائیل کے ساتھ کھڑے سازش کر رہے ہیں۔

"شرم تم کو مگر نہیں آتی"

آپ نے تو صحافت کی نیّا ہی ڈبو دی۔ آخر
ایک دن آپ کو خدا کے رُوبرو بھی پیش ہونا ہے،
کیا وہاں آپ کا یہ عُذر کام دے سکے گا کہ
سیّد ابوالاعلیٰ مودودی نے جھوٹ
بولنے کی عام اجازت دے رکھی تھی۔
ایک عام تصویر کی بنیاد پر اتنا بڑا جھوٹ!
اتنا مکروہ اور گھناؤنا اِتّہام! کہ گویا قادیانی رہنما
اسرائیل سے سازش میں شریک ہیں۔
معلوم ایسا ہوتا ہے کہ نہ آپ کی
آنکھ میں شرم ہے نہ دل میں خدا
کا خوف!

فلسطین اور جماعتِ احمدیہ

جہاں تک اسرائیل کے فلسطین پر غاصبانہ
قبضہ کا سوال ہے اس کے متعلق ہمارے جذبات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ہمارا کردار کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ہماری طرف سے ہمیشہ اس غاصبانہ قبضہ کی مذمت ہوتی رہی ہے اور ہم نے ہمیشہ عالمِ اسلام کو متحد ہو کر اس فتنے کا مقابلہ کرنے کی تلقین کی۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کو ایسے رسالے اور کتب وغیرہ بھی بھجوائی جا سکتی ہیں۔ واضح رہے دُنیا بھر میں جہاں جہاں بھی جماعتِ احمدیہ کے مبلّغ ہیں انہوں نے وہاں ہمیشہ عرب کاز (CAUSE) کی حمایت کی ہے اور (آپ کو نہ سہی) عرب ملکوں کے مؤقر جرائد کو ان خدمات کا اعتراف ہے۔

وہی پُرانے دلائل

اپنی خصوصی رپورٹ کو افترا انگیزی کے اعتبار سے دو آتشہ بنانے کے لئے سعود ساحر نے پُرانے دلائل بھی دوہرائے ہیں جن کا الفضل میں مسکت جواب دیا جا چکا ہے۔ "مولانا ظفر احمد انصاری" کے پیش کردہ ثبوت بھی اسی قسم کے تھے جس قسم کی یہ تصویر ہے۔ الفضل ان تمام دلائل کا پول اچھی طرح کھول چکا ہے

مثلاً

— ایک دعویٰ "مولانا ظفر احمد انصاری" نے یہ کیا تھا کہ اسرائیل میں پاکستانی احمدیوں کو اسرائیلی فوج میں بھرتی ہونے کا حق ہے بلکہ ہزاروں ہزار احمدی بھرتی ہو رہے ہیں۔ اس الزام کی حقیقت یہ ہے کہ خود حکومت (پوری تحقیق کے بعد) اس الزام کو سراسر جھوٹ اور افترا قرار دے چکی ہے مگر آپ حکومت کے بیان کو بھی تسلیم نہیں کرتے جس کے پاس تحقیق کے وہ ذرائع موجود ہیں جن کی آپ کے فلک کو بھی خبر نہیں۔

— پھر یہ کہا گیا کہ اسرائیل میں پاکستانی احمدی چھ صد کے قریب ہیں اور اس کے ثبوت میں کسی یہودی آئی۔ ٹی۔ نعمانی کی کتاب "اسرائیل اے پروقائل" کا اقتباس پیش کیا گیا۔ حکومتِ پاکستان نے اس کی تحقیق کرائی تو یہ بات بھی محض جھوٹ ثابت ہوئی اور اُسے برملا یہ اعلان کرنا پڑا کہ

اسرائیل میں کوئی پاکستانی احمدی نہیں ہے!

لیکن مولانا مُصر ہیں کہ نہیں چونکہ یہ ایک یہودی کا لکھا ہوا ہے اِس لئے یہی درست ہے اور حکومتِ پاکستان کا اعلان درست نہیں۔ حالانکہ (مولانا کی طرح) یہودی بھی اپنے مقاصد کے لئے یا فتنہ برپا کرنے کے لئے جھوٹی باتوں کی تشہیر کر سکتے ہیں بلکہ قرآنِ مجید تو یہ بتاتا ہے کہ

یہ اُن کا نہایت مرغوب ہتھیار ہے۔

لیکن نہیں معلوم مولانا کے یہودیوں سے درپردہ کیا روابط ہیں کہ وہ اس کے باوجود حکومتِ پاکستان کے تحقیق شدہ بیان پر ایک یہودی ہی کی بات کو ترجیح دیئے جا رہے ہیں (حالانکہ قرآن شریف ایک یہودی کو اسلام کا ازلی دشمن قرار دیتا ہے) — صرف اسلئے کہ

جس طرح بھی ہو پاکستان میں فتنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھیلے۔

۲۸ سال سے آپ کا یہی وتیرہ ہے کہ پاکستان میں فتنے پھیلائے جائیں اور اُسے کبھی سُکھ کا سانس نہ لینے دیا جائے اور جھوٹی باتیں پھیلا کر اور جھوٹے پیمان دے کر لوگوں کو اصل صورتِ حال سے بے خبر رکھا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ اسرائیل کے خطرناک عزائم کی پُشت پناہی نہیں تو اَور کیا ہے۔

صالحانہ عیّاری

پھر ایک اَور ثبوت کے طور پر آپ نے صاحبزادہ میرزا مبارک احمد صاحب (وکیل التبشیر تحریکِ جدید) کی کتاب (OUR FORIEGN MISSIONS) سے ایک اقتباس پیش کیا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ ۱۹۵۶ء میں چوہدری محمد شریف صاحب مبلّغِ سلسلہ احمدیہ اسرائیل کے صدر سے ملے۔ گویا اُن سے ملنا ہی آپ کے نزدیک سازش کرنا ہے کیونکہ آپ کے نزدیک اَور تو کوئی کام ہو نہیں سکتا۔ بس جب بھی کوئی آدمی کسی حکومت کے سربراہ سے ملتا ہے تو سازش میں شریک ہو جاتا ہے — میاں عقل کے ناخن لو — اور اگر اقتباس دینے ہی لگے تھے تو پھر پورا اقتباس دیا ہوتا تاکہ سارا معاملہ نکھر کر سامنے آجاتا۔ مگر آپ کی صالحانہ عیّاری نے اصل اقتباس کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کرنا ضروری سمجھا۔ اصل غرض فتنہ انگیزی پوری نہیں ہوتی ہوگی نا! — ورنہ کتاب مذکورہ میں تو اس ملاقات کا مقصد بھی بیان کیا گیا ہے یہ کہ

چوہدری محمد شریف صاحب نے اس ملاقات میں صدرِ اسرائیل کو جرمن ترجمہ قرآن شریف کی ایک کاپی پیش کی یعنی اس ملاقات کی غرض صرف اور صرف تبلیغِ اسلام تھی اور بس!

لیکن بدظنّی اور فتنہ انگیزی پر تُلے ہوئے انسان کی باگ کون موڑ سکتا ہے — ورنہ اگر انصاف و دیانت کی نگاہ سے اس اقتباس کو پڑھا جائے تو اس میں ایک مسلمان کے لئے فخر و مسرّت کا سامان تو ضرور موجود ہے، اعتراض کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں۔

اب ایک سوال ہمارا

جہاں آپ نے ہم سے اتنے سوال دریافت فرمائے ہیں — آخر میں ہم بھی آپ سے ایک سوال دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہ:-

"— ہفت روزہ" دی یروشلم پوسٹ ویکلی" کا ۱۹ اکتوبر ۷۶ء کا شمارہ جس میں شائع شدہ تصویر آپ نے اپنی خصوصی رپورٹ میں شائع کی ہے آپ کو کس ذریعہ سے ملا۔ پاکستان نے تو ابھی تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا۔ لہٰذا نہ کوئی پاکستانی اسرائیل جا سکتا ہے اور نہ اسرائیلی پاکستان آسکتا ہے۔ اسی طرح نہ پاکستانی اخبارات اسرائیل جا سکتے ہیں اور نہ

(باقی صـ۱۵ پر)

مرتبہ: نورالدین منیر

سیمینار برِّ اعظم یورپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا افتتاحی خطاب

گذشتہ ماہ الجمعیۃ العلمیہ جامعہ احمدیہ کے زیرِ اہتمام "برِّ اعظم یورپ" پر ایک نہایت درجہ معلوماتی اور بڑا دلچسپ سیمینار منعقد کیا گیا۔ اِس سیمینار کے اجلاس ۱۴ر مارچ سے ۱۸ر مارچ تک روزانہ شام کو جامعہ احمدیہ ہال میں منعقد ہوتے رہے۔ یورپ کے ممالک کے عمومی حالات۔ اس کی تاریخ۔ اس کی علمی ترقی۔ جماعت کی تبلیغی جدّوجہد سے اہلِ یورپ کے نظریات میں تبدیلی نیز یورپ میں جماعت کے ذریعہ رونما ہونے والے انقلاب اور اس برِّ اعظم میں اسلام کے مستقبل پر بڑے قابلِ قدر مقالے پڑھے گئے۔ مقالہ جات کے آخر میں سوالات اور ان کے جوابات کا سلسلہ بھی دلچسپ رہا جس سے جامعہ احمدیہ کے طلباء اور ربوہ کے دوستوں نے خوب فائدہ اُٹھایا۔

اِس تعلق میں یہ امر موجبِ دلچسپی ہوگا کہ جامعہ احمدیہ وہ ادارہ ہے جس میں تقریباً پون صدی سے تبلیغِ اسلام کے لئے مبلّغین تیار کئے جا رہے ہیں۔ اِس ادارہ کے تیار کردہ مبلّغین نے دُنیا کے کئی ممالک اور خصوصاً افریقہ میں بڑے وسیع پیمانہ پر اسلام کی اشاعت کی ہے اور ان کی کوششوں سے اس برِّ اعظم میں عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کو نمایاں مقبولیت حاصل ہوئی ہے جسے خود عیسائی حلقوں نے بھی تسلیم کیا ہے۔

سیمینار کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریکِ جدید نے ۱۴ر مارچ کی شام کو جامعہ احمدیہ ہال ربوہ میں فرمایا۔ آپ نے اپنے افتتاحی خطاب میں طلباء کو زرّیں نصائح کیں۔ آپ نے فرمایا کہ جن طلباء نے مختلف ممالک میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کرنا ہے انہیں چاہیئے کہ متعلقہ علاقہ کے لوگوں کے متعلق ہر قسم کی معلومات حاصل کریں۔ مذہبی حالات کے علاوہ انہیں وہاں کے تاریخی، جغرافیائی اور تمدّنی حالات سے بھی واقفیت ہونی چاہیئے۔ کامیاب تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ مخاطب کی پوری شخصیت، اس کی نفسیات، اس کی پسند و ناپسند اور اس کے مخصوص رجحانات کا علم ہو۔ غرضیکہ علاقہ کی تہذیب

کے متعلق مبلّغ کو وسیع علم ہونا چاہیئے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ عیسائیت اور مادہ پرستی مغربی اقوام کو روحانی تسکین نہیں دے سکیں اس خلاء کو پورا کرنا احمدی مبلّغین کا کام ہے۔ آخر میں آپ نے عملی نمونہ اور اپنے کردار پر زور دیا اور طلباء کو توجّہ دلائی کہ انہیں میدانِ عمل میں صحیح اسلامی نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ اسی صورت میں دُنیا اسلام کی طرف رجوع کر کے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوگی اور یہی وہ انقلاب ہے جس کے برپا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ آپ کے خطاب کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:-

خلاصہ تقریر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

مجھے اِس سیمینار کے انعقاد پر بڑی مسرّت ہوئی ہے خصوصاً اِس لئے کہ یہ مفید سلسلہ گذشتہ سے پیوستہ سال سے جاری ہے اور مجھے امید ہے کہ الجمعیۃ العلمیہ جامعہ احمدیہ آئندہ بھی ایسے سیمینار منعقد کراتی رہے گی۔ لیکن اِس سیمینار کے عنوانات پڑھ کر مجھے بے حد افسوس ہُوا ہے کیونکہ اس میں سپین اور سکنڈے نیوین ممالک پر کوئی مقالہ تجویز نہیں کیا گیا حالانکہ دونوں ممالک کا اسلام سے نہایت گہرا تعلق ہے۔ سپین تو کم و بیش سات صدیوں تک اسلام کا گہوارہ رہا ہے اور یہاں کی اسلامی حکومت نے ساری دُنیا کو بڑے فیض پہنچائے ہیں۔ یہاں علوم نے بہت ترقی کی۔ بڑی بڑی تحقیقاتیں اور ایجادیں ہوئیں جن سے نہ صرف یورپ بلکہ ساری دُنیا نے فائدہ اُٹھایا حقیقت تو یہ ہے کہ یورپ نے اپنے علوم کی عمارت انہیں علوم پر استوار کی جو انہوں نے سپینش مسلمانوں سے سیکھے تھے۔ یورپ سپینش مسلمانوں کے احسان کو نہیں بھُولا اور باوجود تعصّب کے معترف ہے۔ تو سپین میں تبلیغِ اسلام کی بہت بڑی اہمیّت ہے اس پر بھی مقالہ پڑھا جانا چاہیئے تھا۔

یورپ کا دوسرا علاقہ جس کے متعلق بھی میرے نزدیک اِس سیمینار میں مقالہ شامل ہونا چاہیئے تھا سکینڈے نیویا ہے یعنی ناروے، سویڈن اور ڈنمارک کے ممالک۔ اس علاقہ کا تعلق براہِ راست ہماری جماعت سے ہے یعنی اِس علاقہ میں اسلام کی تبلیغ کا سہرا ہماری جماعت کے سر ہے۔ اِس سے پہلے یہاں نہ اسلام کے ابتدائی دور میں اور نہ کبھی اس کے بعد اسلام کی تبلیغ پہنچی۔ اِن دونوں علاقوں کے متعلق اِس سیمینار میں مقالہ جات پڑھے جانے چاہئیں تھے بلکہ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے اب بھی اس کا انتظام ہو سکتا ہے۔ زیادہ تفصیل اور گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے مبلّغ جو یورپ میں کام کر چکے ہیں اور آجکل یہاں ہیں وہ یہ کام بخوبی کر سکتے ہیں۔

(نوٹ:- محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کے ارشاد کے ماتحت منتظمینِ سیمینار نے دونوں علاقوں کے متعلق مقالے لکھوائے اور وہ اسی سیمینار میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پڑھے گئے۔ اِس غرض کے لئے سیمینار کا ایک دن اَور بڑھا دیا گیا یعنی بجائے چار روز کے یہ سیمینار پانچ روز جاری رہا۔ ایڈیٹر)

اب مَیں چند باتیں طریقِ تبلیغ کے متعلق کہنا چاہتا ہوں یعنی تبلیغ کس طرح مفید اور موثر بنائی جا سکتی ہے۔ میری رائے میں کسی ملک میں تبلیغ کے لئے جانے سے پہلے اس علاقہ کے حالات کا اچھی طرح مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس ملک کی تاریخ سے واقفیت ہونی چاہیئے سیاسی تاریخ سے بھی اور مذہبی تاریخ سے بھی۔ وہاں کی ثقافت، تمدّن اور تہذیب اور مقامی رواجوں کو بھی جاننا چاہیئے۔ اچھا مبلّغ بننے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ ہر جگہ کے رواج مختلف ہوتے ہیں۔ یہ اختلاف مشرق اور مغرب میں تو بہت نمایاں ہے لیکن خود مغرب میں بھی مختلف ممالک کے مختلف رواج ہیں۔ اِس لئے جب تک کوئی مبلّغ کسی مخصوص علاقہ کے رواج اور تمدّن سے واقف نہیں ہے وہ مقامی لوگوں سے میل ملاپ اور بات چیت میں غلطی کر سکتا ہے اور بعض دفعہ یہ غلطی بھیانک نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ بہرحال مؤثر تبلیغ کرنے کے لئے جہاں مقامی زبان کا جاننا ضروری ہے وہیں مقامی تہذیب و تمدن سے واقفیت بھی لازمی ہے۔ بعض باتیں جو ہمارے ملک میں زیادہ بُری نہیں سمجھی جاتیں ہو سکتا ہے کہ کسی بیرونی ملک میں وہی حرکت لوگوں کے دلوں میں انتہائی نفرت پیدا کرنے کا موجب بن جائے اور اس طرح لاعلمی کی وجہ سے مبلّغ کا سارا کیا کرایا خاک میں مل جائے۔

اِس تعلق میں مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا ہے۔ ۱۹۳۵ء کے قریب حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریکِ جدید کا اعلان فرمایا تھا۔ حضورؓ نے نوجوانوں کو باہر نکل جانے کا مشورہ دیا کہ خود کما کر کھائیں اور تبلیغِ اسلام کا فریضہ انجام دیں۔ کئی نوجوانوں نے اس آواز پر لبیک کہی اور بغیر اس بات کا دھیان کئے کہ باہر جا کر وہ اپنی روزی کس طرح کمائیں گے وہ باہر چلے گئے۔ بڑی قربانی تھی اور بڑی جرأت۔ جانے والوں میں سے ایک میرے ہم کلاس بھی تھے۔ وہ پہلے بمبئی گئے کہ اس وقت زیادہ تر سمندری جہاز بمبئی سے چلتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک جہاز پر دھوبی بھرتی ہو کر باہر چلے گئے۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے وہ کامیاب رہے۔

میرے ایک اَور دوست بھی اسی دوران ہنگری چلے گئے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکے ذریعہ کئی افراد سلسلہ میں داخل ہوئے اور جماعت بن گئی۔ نماز وہی پڑھاتے تھے مگر انہیں لوگوں کی عادات اور ان کی نفسیات کا زیادہ علم نہیں تھا۔ ایک دفعہ نماز جمعہ پڑھانے کے بعد وہ بیٹھ کر مقتدیوں سے باتیں کر رہے تھے اور ساتھ کے ساتھ غیر شعوری طور پر انہوں نے عادۃً ایک ہاتھ کے ناخن سے پیروں کے ناخنوں کی میل نکالنی شروع کر دی۔ دیکھنے والوں پر اس حرکت کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ ان میں سے بعض جماعت سے علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کو یہ لکھا کہ جن کو خود

تہذیب کا علم نہیں وہ ہمیں کیا سکھائیں گے۔

آپ نے دیکھ لیا کہ ایک چھوٹی سی حرکت سے اشاعتِ اسلام کے کام کو کس قدر نقصان پہنچا۔ پس مبلّغ کو مقامی رسم و رواج اور تہذیب و تمدن سے بخوبی واقف ہونا چاہیئے تاکہ وہ غیر ارادی طور پر بھی کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جو مقامی لوگوں کو ناپسند ہو اور جس کی وجہ سے اشاعتِ اسلام کے کام میں رخنہ پیدا ہو۔ تہذیب جیسے میں پہلے بتا چکا ہوں ہر علاقہ میں مختلف ہو سکتی ہے اِس لئے ایک مبلّغ کے سامنے یہ اصول رہنا چاہیئے کہ وہ ایسے مقامی رسم و رواج کا پورا لحاظ کرے گا جن کا اسلامی تعلیم سے کوئی ٹکراؤ نہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مبلّغ متعلقہ علاقہ کی تہذیب اور وہاں کے رسم و رواج کا بغور مطالعہ کرے اور اسلامی تعلیم کے پیشِ نظر اچھی طرح جانچ لے کہ آیا کسی امر میں کوئی ٹکراؤ تو نہیں۔ جانے سے پہلے اگر اِس قسم کی جانچ پڑتال کر لی جائے تو مبلّغ وہاں اپنے آپ کو اجنبی بھی محسوس نہیں کرے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس ضمن میں یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ کسی علاقہ میں کون کون سی تحریکیں جاری ہیں۔ مبلّغ کو یہ جاننے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ ایسی تحریکوں نے کن عوامل کے ماتحت جنم لیا ہے اور ان کے مقاصد کیا ہیں اور وہ کن نظریات کو فروغ دینا چاہتی ہیں۔ ان باتوں کے جاننے کے بعد ہی مبلّغ اِس قابل ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے متعلق اپنا ردِّ عمل متعیّن کرے۔ میرے ذہن میں اِس وقت یورپ کی دو تحریکیں ہیں جو امریکہ میں بھی خوب فروغ پا رہی ہیں۔ اصل میں یورپ اور امریکہ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے ایک ہی علاقہ ہے۔ ان دو تحریکوں میں سے ایک تو ہپی ازم کی تحریک ہے اور دوسری SKINHEADS کہلاتی ہے۔ ہپی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بال لمبے چھوڑ دئے ہیں۔ ناخن بھی بڑھاتے ہیں۔ صفائی کا خیال بھی نہیں رکھتے۔ ظاہری لباس بھی گندا ہوتا ہے۔ سڑکوں پر PAVEMENTS پر سو جاتے ہیں۔ مانگ کر کھانے کو عار نہیں سمجھتے۔ منشیات کا عام استعمال کرتے ہیں۔ دوسری تحریک یعنی SKINHEADS میں شامل لوگ داڑھی مونچھوں کے علاوہ سر کے بال بھی مونڈتے ہیں۔ ہمیں ان کی ظاہری ہیئت سے دلچسپی نہیں ہمیں تو یہ سوچنا ہے کہ یہ تحریکیں کیوں پیدا ہوئیں اور ان لوگوں میں اسلام کا پیغام احسن طور پر ہم کس طرح پہنچا سکتے ہیں۔ یہ تحریکیں بغیر وجہ کے پیدا نہیں ہو گئیں بلکہ اُس روحانی خلاء کی پیداوار ہیں جو یورپ و امریکہ میں پائے جاتے ہیں۔ عیسائیت اور مادہ پرستی مغربی اقوام کو روحانی سکون و طمانیت نہیں دے سکیں۔ یہ دونوں تحریکیں سکون و طمانیت کی تلاش کا نتیجہ ہیں۔ مذہب کی تلاش انسان کا فطرتی تقاضا ہے۔ جب عیسائیت سے یہ تقاضا پورا نہ ہوا تو اس جذبہ کی تسکین کے لئے نئی نئی تحریکیں پیدا ہو گئیں۔ یہ دونوں تحریکیں مادی معاشی زندگی کے خلاف بغاوت کا رنگ رکھتی ہیں۔ ایک تحریک میں لوگ بال بڑھا کر فقر اختیار کرنے کی

کوشش کرتے ہیں اور دوسری میں بال منڈوا کر۔ لیکن باطنی سکون بال بڑھانے یا منڈوانے سے نہیں مل جاتا بلکہ خدا تعالیٰ کی ہستی کو پہچاننے اور اس سے تعلق قائم کرنے سے ملتا ہے۔ پس یہ خلاء پورا کرنا آپ کے ذمہ ہے۔ یورپ و امریکہ کے لوگ روحانی سکون کے متلاشی ہیں۔ یہ سکون مہیّا کرنا آپ کا کام ہے، خاص طور پر مبلّغین کا جو اشاعتِ اسلام کے لئے ساری زندگی وقف کرتے ہیں اور پھر تمام احمدیوں کا بھی کیونکہ سلسلہ احمدیہ کے قیام کی غرض ہی اشاعتِ اسلام ہے۔

ان تحریکوں کے علاوہ اب مغربی ممالک میں ایک اَور تحریک بھی زور پکڑ رہی ہے اور وہ سکھ ازم (SIKH ISM) کی تحریک ہے۔ ۱۹۷۵ء میں رخصت پر میں امریکہ گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ صرف کیلیفورنیا کی ریاست میں ۷۰ ہزار سفید فام امریکن اِس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں۔ یہ تحریک یورپ میں بھی پھیل رہی ہے اس کے علاوہ YOGA کی تحریک بھی عام ہو رہی ہے سفید فام سکھ بالکل سکھوں جیسی ہیئت بناتے ہیں لباس بھی ویسا ہی پہنتے ہیں اور یوگی ہندو سادھوؤں کی طرز پر گیروے کپڑے پہن کر ہاتھ میں کشکول لئے مانگتے پھرتے ہیں۔ لندن میں WEST END کے علاقہ میں بھی یہ لوگ کثرت سے نظر آتے ہیں۔ یہ ساری تحریکیں ہمارے لئے ایک چیلنج کا رنگ رکھتی ہیں۔ روحانی تسکین کے حصول کا راستہ دکھانا ہمارا کام ہے اور ہمیں یہ جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم اپنے وسائل کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کس حد تک یہ فرض انجام دے رہے ہیں۔

اب مَیں چند ایک باتیں طلباء کے لئے بیان کرتا ہوں جو تبلیغِ حق میں انشاء اللہ مفید ثابت ہوں گی۔ تبلیغ کرتے وقت مخاطب کی ذہنیت کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ یہ اصول ہر جگہ کام دے گا اور اگر اسے ملحوظ نہ رکھا جائے تو مفید نتیجہ نکلنے کی امید نہیں کی جا سکتی مثلاً ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ہی یقین نہیں رکھتا تو اسے اسلام کی سچائی کے دلائل دینا عبث ہوگا یا اگر وہ ذہنی طور پر اسلام کے نزدیک آ چکا ہے اور باقی ادیان کے بطلان کا قائل ہو چکا ہے تو اسکے سامنے باقی ادیان کی مسخ شدہ تعلیمات کو پیش کرنا تضیعِ اوقات ہوگا۔ اسی طرح یہودی کے سامنے عیسائیت کے خلاف دلائل دینا بیکار ہوگا۔ اسلئے مخاطب کی ذہنی کیفیت، اس کے مذہبی رجحانات، اس کی شخصیت اور اس کی دنیوی حیثیت وغیرہ کے بارہ میں معلومات حاصل کرنا موثر تبلیغ کرنے کے لئے لازمی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس تعلق میں بھی مَیں ایک واقعہ بیان کروں گا ۱۹۵۷ء میں مَیں بطور نمائندہ حضرت مصلح موعودؓ ہمبرگ کی مسجد کے افتتاح کے لئے جا رہا تھا۔ میرے ساتھ جہاز میں نیوزی لینڈ کے ایک دوست بیٹھے تھے۔ وہ حیوانات کے ڈاکٹر تھے۔ بعد میں ڈائریکٹر جنرل میڈیکل سروسز بھی بنے اور گورنر جنرل بھی ہو گئے انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ اسلام میں سؤر کا گوشت کھانا کیوں حرام ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اب اس جانور

ہیں نہ کیڑے ہوتے ہیں نہ گندگی بلکہ اسے بڑے صاف ماحول میں پالا جاتا ہے اور اسے صاف غذا دی جاتی ہے اِس لئے اب اس کو حرام قرار دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ مجھے علم ہو گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر ہیں اِس لئے مَیں نے انہیں اس مناسبت سے ہی جواب دیا۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ سؤر کے علاوہ دُنیا میں کوئی اَور جانور بھی ہے جو HOMO SEXUAL ہو۔ کہنے لگے کہ نہیں۔ پھر مَیں نے کہا کہ آپ ڈاکٹر ہیں بحیثیت ڈاکٹر آپ بتلائیں کہ کیا یہ درست نہیں کہ غذا کا اثر انسان کے اخلاق پر ہوتا ہے۔ کہنے لگے ہاں ہوتا ہے۔ مَیں نے کہا کہ پھر کیا مجھے اِس بارہ میں کچھ اَور کہنے کی ضرورت ہے۔ کہنے لگا کہ نہیں مَیں سمجھ گیا۔ اِس مثال سے یہ اصول واضح ہو جاتا ہے کہ اگر مخاطب کے حالات اس کی ذہنی کیفیت اور اس کی دنیوی حیثیت سے واقفیت ہو تو پیغامِ حق پہنچانے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

دوسری بات جو تبلیغ کو موثر بناتی ہے وہ مبلّغ کا اپنا عملی نمونہ ہے۔ بے شک اسلام کی تعلیم نہایت اعلیٰ ہے اور اس پر عمل کیا جائے تو انفرادی اور اجتماعی دونوں طور پر انسان اس دُنیا میں ہی جنّت حاصل کر سکتا ہے مگر سوال عمل کا ہے۔ اگر عمل نہیں ہو رہا تو تعلیم کی برتری عبث ہے۔ ہم لاکھ کہیں کہ اسلامی تعلیم نہایت ارفع اور نہایت اعلیٰ ہے اور اس میں انسانیت کے تمام دُکھوں کا مداوا موجود ہے لیکن اگر اس پر ہمارا عمل نہیں تو ہمارے مخاطب کوئی اثر قبول نہیں کریں گے۔ اور یورپین اقوام یہی سوال کر رہی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ چونکہ اسلامی تعلیم پر مسلمان عمل نہیں کرتے اِس لئے یہ تعلیم ہی ناقابلِ عمل ہے اور اس طرح عملی لحاظ سے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ اسلام سچ کی تعلیم دیتا ہے جھوٹ سے منع کرتا ہے۔ خدمتِ خلق پر زور دیتا ہے کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ اِس قسم کی اخلاقی تعلیم تو ہر مذہب دیتا ہے اور لامذہب لوگ بھی ان اصولوں کو مانتے ہیں کیونکہ انسانی معاشرہ ان اخلاق کے بغیر پنپ ہی نہیں سکتا۔ سوال تو عمل کا ہے۔ جہاں تک عمل کا تعلق ہے بعض غیر اقوام ان اخلاقی اصولوں پر مسلمانوں سے زیادہ سختی سے کاربند ہیں۔ مثلاً خدمتِ خلق کا ہی سوال ہے اب اس لحاظ سے انسانیت کی جو خدمت مغربی اقوام کر رہی ہیں اس کا عشرِ عشیر بھی مسلمان نہیں کر رہے بلکہ ایسا موازنہ کرنے سے سخت شرم آتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام صرف مسجدوں میں اذان دینے اور چند آدمیوں کا نماز پڑھ لینے کا نام نہیں ہے اسلام تو ساری زندگی کے متعلق ایک لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اسلامی تعلیم پر مسلمانوں کا عمل نہیں ہے۔ مگر اب سوال احمدی جماعت کا ہے اور احمدی مبلّغین کا ہے۔ احمدیت تو آئی ہی اسلامی اخلاق کو قائم کرنے کے لئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہی یہ ہے کہ اسلامی تعلیم پر عمل کیا جائے اور ان اخلاق

کا پھر مظاہرہ ہو جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے آپؐ کے فیضِ صحبت سے قائم کئے اور جن پر آپ نے عمل کر کے دکھایا۔ اِس لئے مَیں آپ سب طلباء کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نے تبلیغ کرنی ہے اور اسلام پیش کرنا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی باتوں کا اثر ہو تو آپ کو سب سے اوّل اپنے عملی نمونہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ آپ کا عمل صحابہؓ کے عمل سے مشابہ ہونا چاہیئے تب آپکی بات میں اثر ہو گا۔ بغیر اعلیٰ قسم کے عملی نمونہ کے تبلیغ ہرگز موثر نہیں ہو سکتی۔ آپ کو چاہیئے کہ اسلامی اخلاق اور اپنے عمل کا موازنہ کرتے رہیں اور مختلف معاملات کے مختلف پہلوؤں پر اسلامی اخلاق کا جس رنگ میں اظہار ہونا چاہیئے اسے ذہن میں حاضر رکھیں۔ بار بار سوچیں اور غور کریں۔ اپنے نفس کو ٹٹولتے رہیں اور اپنی کمزوریوں پر نگاہ رکھیں اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں اور حقیقی معنوں میں سچے مومن بننے کی کوشش کریں۔ ہم سب اپنے اندر یہ انقلاب پیدا کریں گے تو تب دُنیا میں انقلاب پیدا ہو گا۔ جو نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ اُس وقت پیدا ہو گا جب ہم سب اپنے اندر اسلامی انقلاب پیدا کر لیں گے اس سے پہلے نہیں۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اِس لئے یہ انقلاب تو برپا ہو کر رہے گا۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ انقلاب ہمارے ہاتھوں ہو۔ اِس مقصد کے پیشِ نظر ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

صدرِ اسرائیل اور پاکستانی احمدی

(بقیہ صفحہ ۸)

اسرائیلی اخبارات وغیرہ پاکستان آسکتے ہیں تو پھر آپ کو یہ اسرائیلی ہفت روزہ کس طرح مل گیا؟

کیا یہ اِس امر کا قوی قرینہ نہیں ہے کہ در پردہ آپ کے اور آپ کے کرم فرما مولاناؤں کے اسرائیل کے ساتھ مخفی تعلقات ہیں اور اسرائیل آپ کو ایسا مواد مہیّا کرتا رہتا ہے جس کی اشاعت سے پاکستان میں فتنہ پھیلے۔ ہم نے آپ کے تمام سوالات کا جواب دیا ہے۔ کیا آپ بھی ہمارے اس ایک سوال کا جواب دیں گے؟ ضرور کوشش کیجئے گا!

مصطفیٰ مارا امام و مقتدا صلی اللہ علیہ وسلم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و مقتدا
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامنِ پاکش بدست ما مدام

(مسیح موعودؑ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دیرینہ وقفِ زندگی (نائب وکیل التبشیر) عبدالقادر ضیغم مرحوم کی یاد میں

افسوس بزمِ ہستی سے ضیغم بھی چل دیئے ❊ گُل کیسے کیسے موت نے یکسر مسل دیئے
کِس کو تھا یہ خیال کہ یُوں چل بسیں گے وہ ❊ رحلت جہاں سے ایسے بعجلت کریں گے وہ
ہوتا مگر وہی ہے جو مرضی خدا کی ہو ❊ جس میں رضا مُہیمنِ ارض و سما کی ہو
پُوری ضرور ہوتی ہیں اُس کی مشیّتیں ❊ یہ اَور بات ہے کہ نہ آئیں سمجھ ہمیں
دِیں کے لئے جوانی میں کی وقف زندگی ❊ برسوں بلادِ غرب میں تبلیغِ دین کی
سونپا گیا جہاں بھی کوئی فرضِ منصبی ❊ کرتے رہے ادا وہ بصد شوق و تندہی
مَسلک تھا صاف گوئی و اخلاص و سادگی ❊ آنے نہ دی زباں پہ کوئی بات دو رُخی
پابندیٔ نظام بھی پیشِ نظر رہی ❊ اور طاعتِ امام فریضہ سمجھ کے کی
اپنے خُدا سے عہد جو باندھا نبھا گئے ❊ ثمرہ دُعا کا اپنے پدرؓ کی وہ پا گئے
اِک باصفا رفیقِ اخوّت شعار تھے ❊ بچپن کے ساتھیوں کے بھی خدمتگذار تھے
یارب یہ اِلتجا ہے مری تجھ سے مختصر ❊ مہدیؑ کے اِس غلام پہ رحمت کی ہو نظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سایہ میں مغفرت کے یہ تیری رہا کرے
کوثر کے جام ساقی سے بھر بھر پیا کرے

(محمد صدیق امرتسری سابق مبلغ مغربی افریقہ و ملیشیا)

جامعہ احمدیہ میں تقریری مقابلے

اور

تقسیمِ انعامات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامعہ احمدیہ ربوہ میں ۲۹، ۳۰، ۳۱ مارچ کو اُردو، انگریزی اور عربی زبان میں تقریری مقابلے منعقد کئے گئے۔ ۳۱ مارچ کی شام کو جیتنے والے طلباء کو انعام دیئے گئے انعامات کی تقسیم کے بعد طلباء کو جو خطاب کیا گیا اس کا متن درج ذیل ہے۔

(ایڈیٹر)

محترم پرنسپل صاحب و محترم اساتذہ و طلباء
صاحبان جامعہ احمدیہ و معزز مہمانان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذشتہ چند روز کے دوران جامعہ احمدیہ میں اُردو، انگریزی اور عربی زبان میں تقریری مقابلے منعقد کئے گئے تھے۔ اِس مقابلہ میں جن طلباء نے اعلیٰ کارکردگی دکھائی انہیں آج انعامات دئے گئے ہیں۔ اِس عظیم الشان ادارہ کے طلباء کو انعام دینا میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے اور مَیں اِس کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ اعزاز بخشا۔

انعامات دینے کی ایک نہایت اہم غرض ہے اور جامعہ احمدیہ کے طلباء کو اسے کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اسے پورا کرنے کے لئے ہمیشہ جدّوجہد کرتے رہنا چاہیئے اور وہ غرض یہ ہے کہ طلباء کے دلوں میں ایک ولولہ اور ایک جوش پیدا ہو کہ وہ فی الواقع چوٹی کے علماء بننے کی کوشش کریں اور اپنی شخصیت کو اِس طور پر ڈھالیں کہ دُنیا میں اسلامی انقلاب برپا کرنے والے بن جائیں۔

درحقیقت جامعہ احمدیہ کے جاری کرنے کا یہی مقصد تھا۔ ۱۹۰۵ء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب و حضرت مولوی بُرہان الدین صاحب رضی اللہ عنہما فوت ہوئے۔ یہ دونوں بزرگ چوٹی کے علماء میں سے تھے۔ ان میں وہ روحانی تپش تھی اور وہ تھا جو دُنیا پرست لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف کھینچنے کی قدرت رکھتا تھا۔ ان کی تقریر، ان کی تحریر اور ان کی

صحبت جادو کا اثر رکھتی تھی جس سے دلوں میں دُنیا کی محبت سرد ہو جاتی تھی اور روحانی زندگی حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہوتی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان دونوں بزرگوں کی وفات سے بہت صدمہ ہوا۔ چنانچہ اِس سانحہ سے متاثر ہو کر حضرت اقدسؑ نے ۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو ارشاد فرمایا کہ ہماری جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ مرتے جاتے ہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب جو ایک مخلص آدمی تھے اور ایسا ہی اب مولوی برہان الدین صاحب جہلم میں فوت ہو گئے ہیں اور بھی بہت سے مولوی صاحبان اِس جماعت میں فوت ہوئے مگر افسوس کہ جو مرتے ہیں ان کا جانشین ہم کو نظر نہیں آتا۔ اِس تعلق میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ واعظ اور علماء پیدا ہوتے رہیں جو آئندہ ان لوگوں کے قائم مقام ہوں جو گذرتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے مزید فرمایا کہ کوئی ایسا ادارہ ہونا چاہیئے جہاں سے قرآن دان، واعظ اور علماء پیدا ہوں جو دُنیا کی ہدایت کا ذریعہ بنیں۔

حضرت اقدسؑ کی اِن ہدایات کے ماتحت قادیان میں اِس ادارہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ پہلے اس کا نام مدرسہ احمدیہ تھا پھر جامعہ احمدیہ ہوا۔ پھر جامعۃ المبشرین اور اب پھر اپنے نام جامعہ احمدیہ سے موسوم ہے۔ لیکن نام کے بدلنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اصل چیز تو اس کی غرض و غایت ہے اور وہ مقاصد ہیں جنہیں پورا کرنے کے لئے اسے قائم کیا گیا۔

اور یہ امر نہایت اطمینان کا باعث ہے کہ تقریباً پون صدی سے یہ ادارہ اشاعتِ اسلام کے لئے علماء تیار کر رہا ہے جنہوں نے دُنیا میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

جیسے مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں جامعہ احمدیہ کی اصل غرض یہ ہے کہ چوٹی کے علماء قرآن دان اور واعظ پیدا کئے جائیں اور وہ اتنا جذب رکھنے والی شخصیتیں ہوں کہ دُنیا ان کی تحریک پر اسلام و احمدیت کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنا لے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسی شخصیت بنانا مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ صحیح شوق، محنت، لگن اور دعا سے انسان میں بڑی قدرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسا مبلّغ جس کو واقعی قرآن کا علم حاصل ہو اور اس میں اخلاص، ایثار اور صداقت کو پھیلانے کے لئے سچا جوش ہو اور وہ دورانِ گفتگو نرمی سے کام لیتا ہو اور اسلامی اخلاق کو ملحوظ رکھنے میں وہ اپنے نفس کی تحریکات کی ذرّہ بھر بھی پرواہ نہ کرتا ہو اور کسی قسم کا لالچ اسے صراطِ مستقیم سے متزلزل نہ کر سکے تو یقیناً اس کی بات سُنی جائے گی اور قومیں اس کی پکار پر کان دھریں گی۔

میرے عزیزو! مَیں یہ باتیں خلاء میں نہیں کر رہا۔ ایسا ہُوا ہے، ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہو گا۔ ہماری اپنی جماعت میں بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر کی گفتگو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ایسی مٹھاس تھی کہ مخاطب فوراً متاثر ہوتا تھا اور اسی لئے انہوں نے افریقہ میں بڑے قلیل عرصہ میں نمایاں انقلاب پیدا کیا تھا۔ اسی طرح حضرت مفتی محمد صادق صاحب میں ایک روحانی جذب تھا کہ ملنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ پھر حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس، حضرت مولانا رحمت علی صاحب، حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی، حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز سب ایسے مجاہدین ہیں جو اسی ادارہ کے فارغ التحصیل ہیں اور جن کے ایثار، اخلاص اور استقلال سے کئی ملکوں میں نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ درجنوں نام اور بھی لئے جا سکتے ہیں لیکن میں اس وقت نام نہیں گنوا رہا میرے عزیز طالب علمو میں، تو آپ کے سامنے ایک اصول رکھنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فیض جس طرح پہلے جاری تھا اب بھی جاری ہے۔ آپ میں سے جو محنت کرے گا وہ پھل کھائے گا جو غفلت سے کام لے گا وہ محروم رہے گا۔

میرے عزیز طلباء میں آپ سے مخاطب ہوں آپ نے اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو موقع دیا ہے کہ آپ اس ادارہ میں تعلیم پا رہے ہیں جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قائم ہوا اور جس کی غرض و غایت نہایت اعلیٰ و ارفع ہے یعنی اپنے آپ کو اشاعتِ اسلام کے اہل بنانا۔ میں یہ کہوں گا کہ آپ ایک نہایت عظیم ادارہ میں تعلیم پا رہے ہیں جس کی اہمیت دینی نقطہ نگاہ سے دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں سے بھی زیادہ ہے۔ اور یونیورسٹیوں میں تو زیادہ تر مادی تعلیم دی جاتی ہے لیکن آپ کو مادی تعلیم کے علاوہ روحانی تعلیم بھی دی جا رہی ہے اور اس طرح آپ کے لئے مہم جوئی اور تسخیرِ کائنات کے طبعی تقاضوں کے پورا کرنے کا احسن انتظام ہے آپ قوموں کی اصلاح کے لئے تیار ہو رہے ہیں یعنی قوموں کو قرآن اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ سکھانے کے لئے اس سے بڑا مرتبہ، اس سے بڑا اعزاز اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ پس میں آپ سے کہوں گا کہ آپ اس موقعہ کو غنیمت جانیں۔ ایک ایک لمحہ کی قدر پہچانیں اور نہایت محنت اور جانفشانی سے چوٹی کے عالم، قرآن دان اور واعظ بننے کی کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں آپ کو ایک خوشخبری بھی دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی علمی ترقی کے لئے ایک اور دروازہ کھولنے کے لئے بھی ہدایت فرمائی ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ آئندہ جامعہ احمدیہ کے طلباء کے ذہانت ٹیسٹ بھی لئے جایا کریں۔ اس ہدایت کی تعمیل میں ایک سکیم زیرِ تجویز ہے۔ اس ذریعہ سے علم النفس کے بعض پہلو بھی آپ کے سامنے آئیں گے۔ خصوصاً ایسے پہلو جن کا تعلق انسانی ذہانت اور یادداشت وغیرہ کو

جِلاء دینے سے ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اِس کا خیر مقدم کریں گے۔

(اس پر طلباء نے بآوازِ بلند کہا کہ ضرور، انشاء اللہ)

آخر میں مَیں ایک اَور تجویز بھی پیش کرنا چاہتا ہوں جس کی غرض یہی ہے کہ آپ کو ہمیشہ محنت کرنے کی تحریک ہوتی رہے۔ تجویز یہ ہے کہ جامعہ احمدیہ کے ہال میں ROLL OF HONOURS کے بورڈ آویزاں کئے جائیں۔ ان بورڈوں پر جامعہ احمدیہ کے ایسے فارغ التحصیل مبلّغین کے نام خوشخط موٹے حروف میں لکھے جائیں جنہوں نے اسلامی انقلاب برپا کرنے میں نمایاں کام کیا ہے۔ یہ بورڈ آپ کی نظر کے سامنے رہیں گے اور تحریک کرتے رہیں گے کہ آپ ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتے رہیں۔ مَیں یہ تجویز جناب وکیل اعلیٰ صاحب کی خدمت میں رکھوں گا۔ اگر انہوں نے اسے پسند فرمایا تو اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ جزاکم اللہ ٭

نور الدین منیر

نائب وکیل التعلیم و ایڈیٹر ماہنامہ تحریک جدید

دفتر ماہنامہ "تحریک جدید" سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

(مینیجنگ ایڈیٹر)

مطب

اپنی جملہ طبّی ضروریات اور طبّی مشورہ کے لئے ہمارے شفاخانہ اور مطب کی طرف رجوع کریں۔

اوقات:- صبح ۸ بجے سے ایک بجے، شام ۴ بجے سے ۸ بجے تک ہیں۔ باہر کے احباب مفصّل حالاتِ بیماری لکھ کر مشورہ حاصل کر سکتے ہیں۔

حکیم عبد الحمید ابن حکیم نظام جان مرحوم

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔ فون ۴۸۴۴

آپ کی خدمت میں پیش پیش

انڈس ٹریول سروس لاہور

امریکہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، لندن، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ اور مڈل ایسٹ کی رعائتی ٹکٹوں کی بکنگ کے لئے آج ہی رجوع فرمائیں۔

انڈس ٹریول سروس

ٹرانسپورٹ ہاؤس۔ بالمقابل فلیٹی ہوٹل ایجرٹن روڈ۔ لاہور

کاروانِ اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سپین

محترم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلّغ سپین لکھتے ہیں کہ سپین کے ایک مشہور روزنامہ AL-PAIS نے اپنی ایک اشاعت میں جماعتِ احمدیہ کے متعلق مفصّل مضمون شائع کیا ہے۔ مضمون کی ابتداء اِس طور سے کی ہے کہ سپین میں آجکل یہ تحریک بڑے زوروں سے چل رہی ہے کہ کیتھولک چرچ کو سرکاری مذہب کا درجہ نہیں دینا چاہیئے بلکہ مذہبی آزادی ہونی چاہیئے اور ہر مذہب کو تبلیغ و اشاعت کا حق ملنا چاہیئے۔ اِس تحریک میں پروٹسٹنٹ فرقہ کے عیسائی پیش پیش ہیں۔ اخبار نے اِس پس منظر میں لکھا ہے کہ مذہبی آزادی مل جانے پر احمدیت و اسلام کی اہمیّت ملک میں بڑھ جائے گی۔

اخبار نے محترم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلّغِ سپین کے حوالہ سے اسلامی عقائد کا خاکہ کھینچا ہے اور بتایا ہے کہ احمدی مبلّغین اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور جس طرح مسیح ابن مریمؑ موسوی شریعت کے احیاء کے لئے آئے تھے اسی طرح بانیٔ سلسلہ احمدیہ اسلامی شریعت کے احیاء کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور آپ کے وجود میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمدِ ثانی کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ اخبار نے مزید لکھا ہے کہ گو سپین میں مقامی سپینش احمدی زیادہ تعداد میں نہیں ہیں لیکن ان کی تعداد دُنیا کے مختلف علاقوں میں روز افزوں ترقی پر ہے اور ایک کروڑ سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ یورپ، امریکہ اور افریقہ وغیرہ میں کئی جگہ مساجد بھی تعمیر کی گئی ہیں جو تبلیغی مراکز ہیں۔

ڈنمارک

مکرم میر مسعود احمد صاحب کوپن ہیگن سے ماہِ اکتوبر ۱۹۷۶ء کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اِس ماہ ایک مصری مسلمان بمع ڈینش بیوی آئے۔ ان کو تبلیغ کی اور لٹریچر دیا۔ مکرم مولوی منیر الدین صاحب پاکستان جاتے ہوئے چند دن یہاں ٹھہرے۔ ان کے اعزاز میں پارٹی دی۔ مکرم مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں سویڈن کی جماعت، مسجد اور مشن کے حالات بیان کئے۔

متعدد سکولز کے طلباء و اساتذہ مشن ہاؤس تشریف لاتے رہے ان سب کو اسلام سے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئیں اور مطالعہ کے لئے لٹریچر دیا گیا۔ جیل کے مسلمان قیدیوں کو تبلیغ کی اور لٹریچر دیا۔ اس ماہ

لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ کے اجلاس منعقد کئے۔

ایک جمعہ کے دن ڈنمارک کے ایک سکول کے اساتذہ وطلباء آئے۔ خطبہ میں اسلامی تعلیمات کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ جمعہ کے بعد طلباء ٹھہر گئے۔ مکرم عبدالسلام صاحب میڈلین نے ان سے خطاب کیا اور ان کے سوالات کے جوابات دئے۔

ڈینشی بچّوں کی تعلیم کے لئے ہر دوسرے ہفتہ کلاس ہوتی ہے۔ عبدالسلام صاحب میڈلین اور کمال احمد کیروصاحب تعلیم دیتے رہے۔ پاکستانی بچّوں کے لئے ہر اتوار کو ناظرہ القرآن اور خدام کے لئے قرآنِ مجید کی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ اتوار کے روز بعد نماز ظہر درس کا انتظام ہے۔

سوئٹزرلینڈ

مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ لکھتے ہیں کہ آسٹریا میں قیدیوں کو خط لکھے اور لٹریچر بھجوایا۔ خدا کے فضل سے ان میں سے دو نے بیعت کر لی ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین

ایک پروفیسر جو کبھی شکاگو میں پڑھاتے تھے مشن ہاؤس آئے قرآن کریم انگریزی ترجمہ اور دیگر لٹریچر مطالعہ کے لئے لے گئے۔

دو سعودی ڈاکٹر آف میڈلین مشن ہاؤس تشریف لائے۔ انہوں نے آتے ہی سوال کیا کہ کیا میں قاہرہ گیا ہوں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر کہا کہ کیا مکّہ مکرمہ گئے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ اس پر میں نے انہیں بتایا کہ ہم احمدی ہیں اور موجودہ حکومت ہمیں ویزا نہیں دیتی۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کی جماعت اور عام مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ اِس طرح ان سے گفتگو کا راستہ کھل گیا اور کافی لمبی گفتگو ہوئی۔ انہیں کافی تبلیغ کا موقع ملا۔ یہ دونوں دوسری بار نماز جمعہ کے لئے آئے۔ ان کے کام کے تلاش کے دوران میں نے ان کی کافی مدد کی۔

ایک فیملی جن کو اسلام سے دلچسپی تھی جرمن قرآن کریم خرید کر لے گئے۔ ایک سویس (SWISS) نوجوان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کتاب ہستی باری تعالیٰ کا ترجمہ مطالعہ کے لئے پیش کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غانا

مکرم مولوی محمد یوسف صاحب یاسر مبلّغ سنٹرل ریجن اپنی دسمبر کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ سرکٹ کی میٹنگ منعقد کی گئی جس میں تمام سرکٹ مبلّغین نے اپنی رپورٹیں پیش کیں۔

EKUMFI EKRAWFU اسی ماہ

میں مکرم امیر صاحب نے "احمدیہ مسلم پریچنگ ایسوسی ایشن" کے قیام کا اعلان کیا۔ یہ ایک رضاکار مجلس ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا اور کئی لوگ اب تک اسلام قبول کر چکے ہیں۔

مکرم مولانا عبدالقادر صاحب ضیغم فاضل نائب وکیل التبشیر تحریکِ جدید ربوہ کی وفات پر

تحریکِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ کی قراردادِ تعزیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم ممبرانِ مجلس تحریکِ جدید انجمن احمدیہ ربوہ محترم مولوی عبدالقادر صاحب ضیغم فاضل کی وفات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں۔ مکرم ضیغم صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ صحابی حضرت ماسٹر مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ مدرّس مدرسہ احمدیہ کے فرزندِ ارجمند تھے ۱۵ اور ۱۶ فروری ۱۹۷۷ء کی درمیانی شب ۱۲ بجے بعمر ۵۴ سال وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مکرم مولوی صاحب نے ابتدائی تعلیم مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ قادیان میں حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور پھر ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک وقفِ زندگی پر آپ نے لبیک کہا اور اگست ۱۹۴۸ء میں آپ کو پہلی مرتبہ بطور مبلغ امریکہ بھجوایا گیا جہاں سے اپریل ۱۹۵۵ء میں واپس آئے اور وکالتِ تبشیر میں بطور ایڈوائزر کام کرتے رہے۔ مئی ۱۹۵۸ء میں آپ کو دوبارہ امریکہ بھجوایا گیا۔ جہاں چار سال تک خدمات سرانجام دیں۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد تحریکِ جدید کے مختلف شعبوں میں اپنے مفوضہ فرائض نہایت اخلاص، محنت اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ وفات کے وقت آپ وکالتِ تبشیر میں نائب وکیل التبشیر کے عہدہ پر فائز تھے۔

ہم ممبران و کارکنان تحریکِ جدید مکرم مولوی صاحب مرحوم کے اہل وعیال اور پسماندگان سے اس بھاری صدمہ میں اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے اہل وعیال وپسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ہمیشہ ان کا حافظ و ناصر رہے۔

(وکیل الدیوان تحریکِ جدید۔ ربوہ)

کراچی میں جائیداد

خریدنے کے لئے

سُلطان احمد طاہر سلیمان احمد طاہر

پراپرٹی لنکز سے ابطہ پیدا کیجئے

C-25 کمرشل ایریا

ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی ۴

ٹیلیفون ۵۴۲۳۸۱ - ۵۴۲۳۸۲

۴۳۴۸۳۲

ہر قسم کا سامانِ سائنس و حیاتی نرخوں پر

خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ۔ لاہور

فون ۶۴۵۰۰

کو یاد رکھیں

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں

بیاہ شادی کے لئے

جڑاؤ و سادہ سیٹ

چاندی کے خوشنما برتن، ٹی سیٹ وغیرہ

فرحت علی جیولرز

کمرشل بلڈنگ شاہراہِ قائدِ اعظم لاہور۔ فون ۵۲۶۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah